



# اولیائے کرام سی نذر نیاز مانے کا ثبوت

رئیس التحریرین الاسلامیہ شیخ الحدیث سراب الحسن حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ  
محمد فیض احمد اولیائی علیہ الرحمۃ

مفت محمد فضیل رضا کاروانی سہارن

قطب مدینہ پبلیشرز کمارا ورکر راجی 0320 4027536

For Islamic Information's On Internet [www.trueteaching.com](http://www.trueteaching.com)  
By World Islamic Network

# عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولیاء کرام کی نذر ماننا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسے مخالفین عوام اہلسنت کو درغلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا سایہ عوام اہلسنت پر تادیر قائم و دائم رکھیں۔ کہ جنھوں نے یہ رسالہ ”اقوال اکابر فی نذور اہل المقابر“ تحریر فرما کر مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اولیاء کرام کی نذر ماننے کے ثبوت پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ نے قطب مدینہ پبلشرز کو یہ سعادت عطا کی کہ اُس نے حضرت کی اس کتاب کو شائع فرمایا تاکہ عوام اہلسنت زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے مستفیض ہو سکے۔

”خاوم اہلسنت“

محمد فضیل رضا عطاری

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

مطابق 31 مئی 2000ء بروز بدھ (کراچی)



## پیش لفظ

تحریک وہلیت نے بے شمار مسائل کو شرک و بدعت کا نشانہ بنایا ہے منجملہ ان کے مزارات کی نذر و نیاز بھی ہے، بلکہ انہوں نے اس میں اتنا تجاوز کیا کہ "ما اهل به لغیر اللہ" سے دلیل لے کر ہر عمل کو شرک حتیٰ کہ کھانے پینے تک کو خنزیر تک پہنچادیا فقیر نے دلائل علمی کے ساتھ القول المبرور فی تحقیق النذور رسالہ لکھا اور اس رسالہ "اقوال الاکابر فی نذور المقلد" میں خیر القرون سے لے کر ۱۴۰۰ھ تک کے علماء و مشائخ کے فتاویٰ اور اس کے جواز پر صریحی عبارات لکھی ہیں تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ نذر لولیا (منت۔ منوتی) پر شرک کے فتوے تحریک وہلیت نے انگریز کے اشاروں سے لگائے ہیں کیونکہ اس سے پہلے اور اس کے علاوہ تمام اہل اسلام اس کے قائل اور عامل تھے اور آج بھی ہیں۔ ہاں ان منت و منوتی اور نذور عرفی میں عوام غلطیاں کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی جائے نہ کہ انہیں مشرک کہا جائے۔ سرکارِ دہلی ہو تو درد کا علاج کیا جاتا ہے سر کو نہیں کاٹا جاتا ہے۔

ولكن الوهابيه قوم لا يعقلون۔

پیش نظر رسالہ کی ترتیب تدوین میں حضرت مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری مدظلہ اور ان کے ہونہار بھائی مولانا سر فراز احمد اختر قادری نے اپنی علالت کے باوجود جو تعاون کیا وہ قابل تحسین ہے، فقیر قادری ان کے لئے دن رات دعا گو ہے۔

مدینہ کا بھکاری

فقیر قادری محمد فیض احمد لویسی رضوی غفرلہ ۲۱ شوال ۱۴۱۹ھ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم  
وعلی آلہ واصحابہ و حزبہ العظیم

فقیر لویسی غفرلہ ۱۴۰۰ھ بغداد شریف اور عراق کے مختلف مزارات کی  
حاضری سے مشرف ہوا۔ تو کئی مزارات پر دبنے، بحرے ذبح شدہ اپنی آنکھوں سے  
دیکھے سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے احاطے کے باہر دو  
دبنے ہمارے سامنے ذبح ہوئے اور سیدنا ولید قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر بحرا  
ذبح ہوا۔ اس وقت وہاں موجود ایک مجاور شخص اس گوشت سے اپنا حصہ لے رہا تھا  
ہماری پاکستانی وضع قطع کو دیکھ کر اس نے ہمیں خصوصیت کے ساتھ دعوت دی  
چونکہ ہم نے فوراً واپس ہونا تھا اس لئے کہ صبح کو ہماری پرواز تھی اس لئے ہم نے  
معذرت کر لی۔ اس ہمہ گیر عمل کو مخالفین حرام کہتے ہیں اور آیت ما اهل به لغیر  
اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اگرچہ علماء اہلسنت نے آیت ہذا کے جوہات کافی  
تحریر فرمائے ہیں لیکن فقیر نے مستقل تصنیف کے علاوہ تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ  
روح البیان پارہ دوم کے حاشیہ کے تحت آیت ہذا میں بہت کچھ لکھا ہے۔  
مخالفین کا دوسرا حربہ یہ ہے کہ "النذر لغیر اللہ حرام" ہے۔ الحمد للہ ان

کے اس غلط سوال کے وافی و شافی جوابات اور مزید بہترین تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ نذر و نیاز میں لکھ چکا ہے اس رسالہ میں صرف ان اکابر اسلام کی تصریحات کا مجموعہ پیش کرنا ہے جو تحریک وہابیت سے پہلے گزرے ہیں یا وہ مستند علماء کرام کی تحریریں عرض کروں گا جن پر وہابی دیوبندی الزام لگاتے ہیں کہ یہی علماء عوام کو شرک میں مبتلا کر رہے ہیں اکابر و اسلاف کی تصریحات اور تحریک وہابیت کے بعد کے علماء کرام کی تحریروں سے ثابت ہو گا کہ نذر تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ بزرگوں کے نام اور ان کی ارواح طیبہ کے ایصالِ ثواب کی وجہ سے ہے۔ یا نذر اولیاء میں عرف مراد ہے۔ اس لئے اس رسالہ کا نام تحقیق الاکابر فی نذر المقدر رکھا۔

وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم وصلى الله على حبيبہ الکریم  
**مقدمہ :**

جملہ علماء و مشائخ اہل سنت اکابر اولیاء تمام کا اتفاق ہے کہ غیر اللہ کے لئے نذر ماننا یقیناً کفر ہے، مثلاً اگر کوئی کہتا ہے کہ اے غوث پاک آپ دعا کریں کہ اگر میرا مریض اچھا ہو گیا تو میں آپ کے نام کئی دیگ پکاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ میرے خدا ہیں۔ اس بیمار کے اچھے ہونے پر میں آپ کی یہ عبادت کروں گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں پلاؤ کا صدقہ کروں گا اللہ کے لئے اس پر جو ثواب ملے گا آپ کو بخشوں گا۔ جیسے کوئی شخص کسی طبیب سے کہے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا تو حکیم صاحب پچاس روپیہ آپ کی نذر کروں گا یہ عرف عام ہے اور شرعاً جائز ہے۔ امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصوم بحث نذر اموات میں بیان فرمایا کہ

بان تكون صیغۃ النذر لله تعالى للتقرب الیه

و یكون ذکر الشیخ مراداً به فقراء۔

صیغہ نذر اللہ کی عبادت کے لئے ہو اور شیخ کی قبر پر رہنے والے فقراء اس کا مصرف ہوں۔ یہ محض جائز ہے کیونکہ صدقہ صرف اللہ کے لئے ہے اس کے



ثواب کا ہدیہ شیخ کی روح کے لئے ہے اس صدقہ کا مصرف مزار بزرگ کے خدام و فقراء ہیں قرآن میں ہے کہ حضرت مریم کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ میں اپنے پیٹ کا بچہ خدا کے نذر کرتی ہوں جو کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ یہاں نذر اللہ کی ہوئی اور مصرف بیت المقدس جیسا کہ ارشاد ہوا

انی نذرت لك مافی بطنی محررة.

غیر اللہ کی قسم کھانا شرعاً منع ہے لیکن خود قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کی قسمیں کھائیں جیسے والتین والزیتون و طور سینین اور حضور علیہ السلام نے فرمایا افلح وابیہ اس کے باپ کی قسم وہ کامیاب ہو گیا حالانکہ شرعاً منع ہے کہ شرعی قسم جس پر احکام قسم کفارہ وغیرہ جاری ہو وہ خدا کے سوا کسی کی نہ کھائی جائے مگر لغوی قسم جو محض تاکید کے لئے ہو وہ جائز ہے یہی نذر کا حال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لئے تیل بھیجوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس قسم کو پورا کرو۔ مشکوٰۃ باب النذور میں ہے کہ کسی نے نذر مانی تھی کہ میں یوانہ مقام میں لونٹ ذبح کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی وہاں بت وغیرہ نہ تھا تو نذر پوری کرو۔ اسی طرح کسی نے نظر مانی کہ بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام میں نماز پڑھ لو (فائدہ) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ صدقہ و خیرات میں کسی جگہ یا کسی خاص جماعت فقراء وغیرہ کی قید لگا دینا جائز ہے (گھر کی گواہی) فتاویٰ رشیدیہ کتاب الخطر والاباحت صفحہ ۵۴ میں ہے "لور جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔"

مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور علیہ السلام جنگ احد سے خیریت واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ یہ نذر عرفی تھی نہ کہ شرعی یعنی حضور کی خدمت میں خوشی کا نذر نہ۔

لفظ نذر کے دو معنی ہیں لغوی اور شرعی۔ لغوی معنی سے نذر بزرگان دین کے لئے جائز ہے بمعنی نذرانہ جیسے طواف کے دو معنی ہیں لغوی معنی آس پاس گھومنا اور شرعی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولیطوفوا بالبيت العتیق پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہاں طواف شرعی معنی میں ہے اور مزید ارشاد فرماتا ہے۔ یطوفون بینہا و بین حمیم ان یہاں طواف بمعنی لغوی بھی ہے آنا، جانا، گھومنا۔

نوٹ: نذر کا شرعی اور عرفی و لغوی معنی اور ان کے دلائل اور امثلہ فقیر نے رسالہ "نذر و نیاز" میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ یہاں صرف اکابر و اولیاء مشائخ اسلاف جو تحریک و ہلیت سے قبل گزرے ہیں ان کی تصریحات اور تحریک و ہلیت کے بعد کے علمائے اہلسنت کی تحریریں پیش کی جاتی ہیں تاکہ عوام اہل اسلام کو یقین ہو کہ اسلاف اہلسنت کا ایک ہی منشور و دستور ہے اور یہ فتوئے شرک و بدعت اور حرام اور ناجائز کا فساد و ہلیت کی تحریک کلیپا کیا ہوا ہے۔ ورنہ اس سے قبل اور ان کے سوا تمام علمائے اسلام اور مشائخ عظام کے نزدیک مزارات کی نذریں جائز تھیں اور جائز ہیں۔ (ولکن الوہابیہ قوم لا یعقلون)

## باب ۱

تحریک و ہلیت سے پہلے کے فقہاء و علماء اور صاحبان فتاویٰ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نذر و نیاز کی اہمیت۔

۱۔ عارف ربانی امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب "حدیقہ فدیہ" میں ارشاد فرماتے ہیں :

ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بصرائح

الاولياء والصالحين والنذر لهم

اور اسی قبیل زیارات مزارات و تبرکات و نذور ہیں اور ان سے برکات حاصل کرنا ہے اور فرماتے ہیں۔



يتعلق ذلك على حصول شفاء او تدوم

غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين بقبورهم

بیمار کی شفاء یا مسافر کے آنے پر اولیاء گزشتہ کی منت ماننا کہ وہ ان کے خدام پر  
تصدق کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا یہ نذر عرفی ہے:

كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة الفقير وسماها فرضا

صح لان الاعتبار بالمعنى لا باللفظ

جیسے فقہاء کرام نے فرمایا کہ فقراء کو زکوٰۃ دے اور فرض کا نام لے تو صحیح ہے  
کہ اعتبار معنی کا ہے نہ کہ لفظ کا۔

**فائدہ**

فقہائے کرام نے جواز نذر کی تحقیق فرمائی ہے اس سے مراد یہی نذر عرفی ہے  
ظاہر ہے کہ یہ نذر اگر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی تھی حالانکہ یہ دونوں  
حالتوں میں ہے اور یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں چلا آرہا ہے اور یہ معمول و  
مقبول ہے لہذا مزارات کی نذر نذر عرفی ہے اور اس سے مقصود دراصل صاحب  
مزار کے خدام و مجاورین و اقارب و غیرہ کی خدمت ہوتی ہے۔

۲۔ یہی امام سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ اپنے رسالے کشف النور میں  
فرماتے ہیں:

نذر الاولیاء بان تصبرت على فقره المجاورين

جائز فی نفسہ لان النذر فیہ مجاز عن العطیۃ والاعتبار بالمقاصد  
اولیاء کرام کی نذر مزار مقدس کے مجاورین و فقراء و خدام و سجادہ نشین پر  
صرف ہوگی فی نفسہ جائز ہے کیونکہ نذر کا لفظ خدام مزار کے لئے ہی عطیہ ہے اور  
یہاں اعتبار مقصد ہی کا ہے پھر فرماتے ہیں

فان القائل يعلم ان ذلك يصرف في مصالح الخدام

اس لئے کہ نذر ماننے والا جانتا ہے کہ نذر خدام مزار کے مفاد پر صرف ہوگی۔



حضرت علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

وعند المصلى الموسوم بصلوة العيد كان قبره يعرف بقبر  
الندور ان المدفون فيه رجل من ولد على ابن ابي طالب يتبرك  
الناس بزيارته ويصده ذوالحاجه منهم لقضاء حاجته ط  
**ترجمہ**

اور عید گاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر ندور سے پہچانی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے  
کہ اس میں حضرت علی کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کر  
کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اور حاجت والے ان کے در پر ہوتے ہیں۔ اپنی  
حاجت کو پورا کرنے کے لئے پھر فرماتے ہیں :

وانما شهر بقبرالندور لا نه ما يكاد ينذر له نذر الاصح وبلغ  
الناذر مايريد ولزمه الوفاء بالمنذور انا احد من نذر له مرادا  
لا اخطها كثيره نذورا على امور متعذرة فبلغتها و لزمنى النذر  
فوفيت به .  
(تاریخ بغداد، ص ۱۲۳ ج ۱)

**ترجمہ**

اور صرف اس لئے یہ قبر مشہور نہیں کہ (اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے) اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے  
واسطے نذر مانی گئی ہو، جو صحیح نہ ہوئی ہو اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو، اس کو  
نذر پوری کرنی ہی پڑتی اور میں نے بھی اس واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں کئی مشکل  
کاموں پر مانیں۔ تو میں بھی مراد کو پہنچا اور مجھے نذر ادا کرنی پڑی تو میں نے نذر کو پورا  
کیا۔

**فائدہ :**

ثالث ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے۔ اور مقصد  
پورا ہونے پر ادا بھی کرتے تھے۔

## تعارف:

خطیب بغدادی مرحوم کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ کی شہرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بعض ناگوار باتیں لکھنے کی وجہ سے بھی بہت زیادہ ہے۔ بلوچوں اختلاف، علمی کمالات کے سب قائل ہیں۔ آپ نے بغداد جو مرکز علوم و اسرار ہے کے متعلق ثبت کیا کہ مزارات پر نذر مانی جاتی ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ آپ کی وفات ۳۶۳ھ میں ہوئی۔

۳ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی اپنی کتاب مستطاب، طبقات الکبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالموہب محمد شاذلی رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں "حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے لئے نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔"

## تعارف:

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ وہ خوش نصیب ولی اللہ ہیں جنہوں نے خود حضور سرور عالم ﷺ سے مع رفقاء دیگر بخاری شریف پڑھی (فیض الباری، انور کشمیری) اس کے علاوہ آپ کے بہت بڑے فضائل و کمالات اور کریمات مشہور ہیں آپ اہل علم اہلسنت اور مخالفین کے نزدیک مسلم اور مستند بزرگ ہیں۔ گیارہویں صدی میں گزرے ہیں۔

## تعارف:

سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا: یہ علی صاحبہ اہل بیت میں بہت بڑی ولیہ کاملہ گزری ہیں۔ زندگی میں آپ کے ہاں بہت بڑے اولیاء کاملین اور ائمہ مجتہدین حاضری دیتے اور وصال کے بعد بھی منت اور نذر کی ادائیگی کے لئے بے شمار ائمہ و مشائخ کرام اور اولیاء عظام اور علماء کرام حاضری دیتے اور غائبانہ بھی آپ کی منت و



نذر اکیر کا کام دیتی ہے۔ مزید تفصیل ائمہ تصوف اور اہل شرع کی تصانیف میں ہے۔

نوٹ : یاد رہے نذر اور منت مانگنا شرعی فقہی مراد نہیں بلکہ لغوی۔ عرفی مراد ہے۔ جس کی تفصیل اس کتاب میں اور (اقول المبرور) میں عرض کر چکا ہوں۔  
**انتباہ :**

یہ اس لئے بار بار عرض کیا جاتا ہے کہ وہابی دیوبندی لفظ نذر سے دھوکہ دیتے ہیں اس کی تقسیم شرعی و عرفی کا فرق نہ خود کرتے ہیں نہ کرنے دیتے ہیں بڑے چالاک و عیار ہیں۔

امام الفقہاء والمفتیین سیدنا امام زین العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و مستند کتاب رد المحتار جو شامی فتاویٰ کے نام سے مشہور ہے، میں لکھتے ہیں :

وان قال يا الله انى نذرت لك ان شفيت مريضى اوردت غائبى او قضيت حاجتى ان اطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة او الفقراء الذين بباب امام الشافعى او الامام الليث رضى الله تعالى عنهم او اشترى حصيراً لمساجدهم او زيتاً لقودها او دراهم لمن يقوم بغائها الى غير ذلك مما يكون فيه نفع للفقراء والمنذر لله تعالى وذكر الشيخ انما هو محل بصرف المنذر مستحقة القانتين برطاته او مسجده او جامعه فيجوز بهذا الاعتبار ط

اگر کرے اللہ میں نے تیرے لئے منت مانگی اگر تو نے میرے بیمار کو شفاء دی یا میرے غائب کو واپس کر دیا یا میری حاجت پوری کر دی تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پڑے ہیں یا ان فقراء کو جو حضرت امام شافعی یا حضرت امام لیث رضی اللہ عنہم کے دروازوں پر پڑے ہیں یا ان کی مساجد کی چٹائیاں خریدوں گا یا زیتون (تیل) جلانے کے لئے خریدوں گا یا درہم ان لوگوں کو دوں گا جو ان کے شعار کی دیکھ بھال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یعنی وہ

امور جن میں ان کا نفع ہے یہ نذر ہے تو اللہ کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ نذر کا محل ہے وہ وہی مستحقین ہیں جو لولیا کی خانقاہوں یا مساجد اور جامعہ وغیرہ کے نگران ہیں اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔

آپ کا نام سید محمد امین ہے جو ابن عابدین شامی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ فتاویٰ شامی آپ کی وہ کتاب ہے کہ دور حاضر کا کوئی مفتی اس فتویٰ کے بغیر فتویٰ نہیں لکھ سکتا اسی وجہ سے ہر فقہر یہ سمجھتا ہے کہ اگر شامی کا فتویٰ ہے تو بس فیصلہ ہو گیا۔ واقعی آپ نے فقہ میں جو موشگافیاں کیں وہ قابل تحسین ہیں۔ آپ نے ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی۔

امام الفقہاء والعلمین شیخ زین العابدین بن نجیم فقیہ حنفی قدس سرہ اپنی معروف و مشہور تصنیف بحر الرائق میں لکھتے ہیں عبارت بعینہ وہی ہے جو حضرت امام شامی نے درج فرمائی صرف یہاں پر امام مذکور کا نام سند کے لئے کافی ہے۔

**تعارف:**

آپ کی بحر الرائق بہت مشہور تصنیف ہے آپ صاحب تنویر الابصار کے استاذ تھے۔ فقہ میں عدیم الظہیر امام تھے۔ آپ کی اشبا و نظائر و دیگر متعدد تصانیف مشہور ہیں۔ ۹۶۹ھ

سید الفقہاء و سید المفسرین حضرت امام سید احمد طحطاوی قدس سرہ نے اپنی مشہور تصنیف طحطاوی میں وہی لکھا جو امام شامی رضی اللہ عنہ کی عبارت ہے صرف یہاں ان کے اسم گرامی کا نام کافی ہے۔

**تعارف:**

آپ بہت بڑے عالم، فقیہ، محدث، اور محقق تھے ایک عرصے تک مصر کے مفتی رہے۔ درمختار کا حاشیہ بڑی تحقیق سے لکھا علامہ شامی نے ان حواشی کو سامنے رکھ کر فتاویٰ شامی تیار کیا ۱۳۳۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

خیر الائمہ و استاذ الفقہاء امام خیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ صاحب درمختار



اپنے فتویٰ خیر یہ، ج۔ انہیں لکھتے ہیں۔

ان قال يا الله ا نى نذرت لك ان فعلت معى كذا ان اطعم الفقراء  
بباب السيدة نفيسة رضى الله تعالى عنها والامام الشافعى رضى  
الله عنه ونحوهما يجوز حيث يكون فيه نفع اذا نذر الله عزوجل  
وذكر الشيخ لمحل العرف لمستحقه القانتين برطاته او مسجده  
فيجوز بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد O

اگر کہا کہ میں نے تیرے لئے نذر مانی اگر تو نے میرا کام کر دیا تو میں فقراء کو  
کھانا کھلاؤں گا۔ جو سیدہ نفیسہ اور امام شافعی اور ان جیسے بزرگوں کے دروازوں پر  
فقراء پڑے ہیں یہ جائز ہے اس حیثیت سے کہ اس میں نفع ہے کیونکہ نذر اللہ تعالیٰ  
کے لئے ہے اور نذر کا محل صرف وہ نگران ہیں جو ان کی خانقاہوں یا مسجدوں کی نگرانی  
وغیرہ کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ جائز ہے کیونکہ محل نذر فقراء ہیں اور وہ پائی گئی۔  
تعارف:

یہ حضرت امام خیر الدین صاحب در مختار کے استاد اور اپنے زمانہ کے محقق مفتی  
فقیہ تھے۔ ولادت ۹۹۳ھ اور وفات ۱۰۸۱ھ میں ہوئی رملہ شہر کی طرف منسوب  
ہیں جو ملک شام میں واقع ہے۔ عمدۃ المفسرین وزبدۃ الاصولیین علامہ ملا احمد جیون  
استاد شہنشاہ عالمگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا کہ

ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة الاولياء كما هو الرسم

فی زماننا حلال طیب

(ترجمہ)

اولیا کرام کی نذر کے جانور جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔

تعارف:

ملا احمد جیون انبیٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعارف کے محتاج نہیں اور آپ کی  
مشہور کتاب نور الانور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔ جسے ہر طالب العلم

پڑھ کر علامہ اور فاضل کہلاتا ہے اور ان کی تفسیر تو اصولی اعتبار سے علماء کے علم کی جان ہے موصوف شہ شاہ عالمگیر کے استاد کے علاوہ بہت بڑے جید علماء و فضلاء کے استاد، ولام ہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

حضرت مخدوم عبدالواحد السیوستانی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

لان الظاہر من حال المسلم ان لا یرید بالنذر نذر المخلوق  
 از النذر عبادۃ والعبادۃ لا یجوز لغيره تعالیٰ فیحمل نذره لقریۃ حاله  
 علی المجاز عن التصدیق علی المجاورین (بیاض واحدی)  
 اس لئے کہ مسلمان کے حال سے یہ ظاہر ہے کہ وہ نذر سے مراد مخلوق کے لئے نذر نہیں لیتا اس لئے وہ عبادت ہے۔ اور عبادت غیر خدا کے واسطے جائز نہیں لہذا مسلمان کے نذر سے مراد اس کی مجاورین پر تصدیق کرنا ہے۔ اس لئے مسلمان کا اس بات پر قرینہ ہے کہ وہ نذر سے مراد عبادت نہیں لیتا۔

**اکابر اولیاء مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم**  
 اگرچہ ہمارے نزدیک ائمہ فقہاء اور صاحبان فتاویٰ بھی اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن عرف عام میں انہیں فرست اولیاء میں بہت کم لوگ گنتے ہیں ہاں سلاسل طیبہ سے وابستگان بزرگان دین ولایت کے نام سے اتنے مشہور ہیں کہ جس سے منجالیفین کو انکار کی گنجائش نہیں بلکہ حقیقتاً مرعوب ہو کر انہیں انہی کے القابات سے جانتے ہیں۔ صرف بطور نمونہ فقیر ایک دو حوالے لکھے گا۔

**پیران پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم جیلانی**  
**محبوب سبحانی محی الدین الشیخ عبدالقادر**  
**رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

آپ کے متعلق حضرت الشیخ علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطرنی



قدس سرہ العزیز نے بھتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ

كان شيخنا الشيخ محي الدين عبدالقادر

يقبل النذور بياكل منها الخ

ہمارے شیخ حضور عبدالقادر جیلانی محی الدین قدس سرہ نذر قبول فرما کر خود بھی تناول فرماتے اور فقراء و مساکین کو بھی نوازتے، اسی بھتہ الاسرار شریف میں ہے ہم سے شریف ابو عبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا۔ فرمایا تیرا کیا حال ہے۔ عرض کی کہ کل میں کنارہ دجلہ پر گیا۔ ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا۔ اس نے نہ مانا محتاجی کے سبب تیرا دل ٹوٹ گیا۔ فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کو لائے۔ حضور نے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کہ کبھی کسی فقیر کو نہ لوٹائے اور حضور نے اپنی قمیض مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمائی کہ وہ اس سے تیس اشرفیوں میں خرید لی گئی۔

تعارف:

بھتہ الاسرار کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نہایت معتبر اور مستند ہیں، مزید لکھنے کی ضرورت نہیں بھتہ الاسرار شریف میں ہے

وكنت عنده فاتاه السوادى لعجل وقال يا سيدى هذا نذرنا  
لك وانصرف فجاء العجل وقف بين يدى الشيخ وقال الشيخ لنا ان  
هذا العجل يقول انى لست العجل الذى نذرك بل نذرت للشيخ  
على ابن الهيثمى وانها نذرك اخى

حضرت امام شہاب الدین سروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ حضرت نجیب الدین سروردی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ ایک دیہاتی ایک

گائے کا ٹھہرا لایا اور عرض کیا کہ یہ آپ کی نذر ہے اور چلا گیا۔ حضرت نے جب ٹھہرا  
ملاحظہ فرمایا کہ یہ ٹھہرا یوں کہتا ہے کہ میں آپ کی نذر کا نہیں ہوں بلکہ میں تو  
حضرت علی بن ہیتی کا ہوں اور آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔

ان جاء السوادى وبيده عجل يشبه الاول فقال ياسيدى انى نذرت  
لك هذا ونذرت الشيخ على بن الهيتى العجل الذى اتينك لولا  
اتنے میں وہی دیہاتی ایک ٹھہرا لے کر حاضر ہوا عرض کیا یا حضرت یہ ٹھہرا  
آپ کی نذر کا ہے اور جو پہلے لایا تھا وہ تو حضرت علی بن ہیتی کا تھا۔

## باب

حکیم الامتہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن  
عبدالوہاب کے ہمزماں اور تحریک وہابیت کے دوران حیات تھے بلکہ اسی  
دوران دو سال حجاز اقدس میں قیام فرمایا اسلئے غیر مقلدین وہابیہ نے آپ کو وہابی  
ثامت کرنے کی نہ صرف کوشش کی ہے بلکہ آپ کے نام جو تقویۃ الایمان کی طرز پر  
فارسی زبان میں رسالے بھی شائع کیے۔ شکر ہے کہ دیوبندیوں نے اس کی سخت  
تردید کی چنانچہ ماہنامہ الرحیم حیدر آباد سندھ میں محمد ایوب قادری کا مفصل مقالہ  
شائع ہوا۔ لیکن افسوس کہ بعض تصانیف شاہ ولی اللہ میں وہابیت کی عبارات تیار کر  
کے شاہ صاحب مرحوم کو وہابیت کا متوید ثامت کیا چنانچہ اسے فقیر لویسی غفرلہ نے  
تفصیل کے ساتھ دلائل و شواہد سے اپنی تصنیف التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی اللہ  
میں واضح کیا۔

## لطیفہ

ہمارے بعض بزرگوں دوستوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کو سحیت سے خارج  
کر دکھلایا لیکن خدا تعالیٰ بھلا کرے جناب سید مسعود حسن شہاب دہلوی مرحوم کا کہ  
انہوں نے ہفت روزہ الہام بہاولپور شاہ ولی اللہ نمبر نکال کر اکابر اور موجودہ محققین  
کی تصریحات شائع کر کے شاہ صاحب کی سحیت اور اپنے اسلاف کا پیروکار ثامت



کر دکھلایا فقیر نے دوبارہ تحقیق الجلی کو دو حصوں پر منقسم کیا ہے اس سے ثابت ہی نہیں بلکہ پورے وثوق سے واضح ہوتا ہے کہ شاہ صاحب مرحوم اپنے خاندان کے عقائد و معمولات پر کاربند تھے۔ اس مسئلہ میں ان کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف انفاس العارفین میں اپنے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں۔

حضرت ایشان در قصبہ قصبہ ڈاسنہ بہر زیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دران محل فرمودند مخدوم ضیافت مامی کنند می گویند چیز خوردہ روید توقف کروند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد دملال بریاران غالب آید آنگاہ زنہ بیاد دطبق برنج شیریں بر سر نہادہ و گفت <sup>نور</sup> کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت این طعام پختہ بنشینیدگان و در گاہا مخدوم اللہ دیا رسائم دریں وقت آمدہ ایفاء نذر کردم۔

ان کے والد بزرگوار قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے رات کو فرمایا کہ مخدوم نے ہماری دعوت کی ہے جب رات زیادہ ہو گئی اور لوگوں کی آمد و رفت کم ہو گئی ساتھیوں کو یہ رنج ہوا کہ ناحق ہم بھوکے رہے کہ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت میٹھے چاولوں کا طباق سر پر رکھے آرہی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے حضرت مخدوم اللہ دیا کی نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاندان آجائے گا میں میٹھے چاول پکا کر درگاہ معلیٰ کے خدام و حاضرین کو پیش کر دوں گی چنانچہ میرا خاندان ابھی آیا ہے اور میں نذر پوری کرنے آگئی ہوں۔ اس عبارت سے اولیائے کرام کا نذر کا پورا کرنا معلوم ہوا۔

حضرت مخدوم کا کشف بھی معلوم ہوا کہ پہلے سے ہی شاہ عبدالرحیم بزرگوار شاہ ولی اللہ کی دعوت کر دی اور اس عورت کا نذر لانا گویا پہلے سے آپ کو معلوم تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مختلف فیہ مسائل کا حل ہو سکتا ہے۔

یہی شاہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے پدر بزرگوار کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ایشان می فرمودند کہ فرہادیگ رامشکلے پیش افتاد گفت نذر کردم کہ بار خدایا اگر این مشکل لبرآید این قدر مبلغ بحضرت ایشان ہدید ہم رآن مشکل مندفع شد آن نذرانہ خاطر او برفت بعد چندے اسپ او بیمار شدہ نزدیک ہلاک سید بہ سبب این امر مشرف شدم بدست یکے از خدام گفتہ فرستاد م کہ این بیماری اسپ بسبب عرم ایفا نذر است اسپ خود رami خوابی نذرے راکہ در فلاں محل التزام خودہ بفرستد دے نادم شدہ آن نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ اوشفا یافت

حضرت بزرگوار فرماتے ہیں کہ فرہادیگ کو ایک مشکل سخت در پیش آئی اس نے کہا کہ میں حضرت کی نذر ماننا ہوں کہ اگر خدا نے میری مشکل آسان کر دی تو اس قدر رقم حضرت کی درگاہ میں پیش کروں گا۔ رب تبارک و تعالیٰ کے کرم سے وہ مشکل رفع ہو گئی، اور چند دن میں اس کا گھوڑا سخت بیمار ہوا اور قریب مرنے کے ہو گیا مجھے یہ حال معلوم ہوا تو میں نے خدام میں سے کسی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اپنے گھوڑے کی سلامتی چاہتے ہو تو نذر کو پورا کرو وہ یہ سن کر شرمندہ ہوئے اور اس نے نذر پوری کی اسی وقت اس کے گھوڑے کو بھی شفاء مل گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نذر صاحب مزار کی ایفاء واجب ہے۔ اور عدم ادائیگی پر دنیاوی سزا بھی ہو سکتی ہے ان دو حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

## استاذ الكل فخر المصالحین

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قلاس سر

نے فرمایا

فتاویٰ عزیز یہ صفحہ ۹۵ مطبع مجتبائی میں ہے کہ اگر گفتہ شود یا الہی نذر کردم برائے اگر شفاء دہی مریض رامابانند آن طعام بجور رنم برائے فقراء کہ بردورزہ سیدہ نفیسہ اندیا اندان یا



خرید خواہم کرد۔ پوریا ئے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی  
 آن مسجد یا دراہم خواہم دار برائے کسی کہ شعار مسجد میکند  
 از قسمیکہ درربنا نفع فقراء باشند و نذر برائے خداد وندوزکر نمودن  
 شیخ جزا پی نیست کہ محل صرف نذر است مستحقان نذر  
 جائز است۔

(ترجمہ)

اگر منت (نذر) میں یوں کہا جائے کہ یا اللہ میں نے تیرے لئے منت مانی ہے  
 کہ اگر تو میرے مریض کو شفاء دے یا اس طرح کا کوئی اور کام تو وہ کھانا ان درویشوں  
 کو کھلاؤں گا جو سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہ کی یا اس طرح کا کوئی اور ولی اللہ کے دربار پر  
 پڑے ہیں یا مسجد کی چٹائیاں خریدوں گا۔ اسی مسجد کی روشنی کے لئے تیل خریدوں گا۔  
 اس کی خدمت کروں گا جو مسجد کی صفائی وغیرہ کرتا ہے یا ایسی چیزیں جو درویشوں  
 کو نفع دیں یہ نذر تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے لیکن ولی اللہ کا نام درمیان میں آیا ہے اس لئے  
 کہ وہی نذر کا مصرف ہے۔

یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزہ میں لکھتے ہیں کہ

و مصرف این نذر درویشان متوسلان آن ولی باشند از اقارب او و ہمیں  
 یعنی مصرف نذر کا خود نذر ماننے والے کے نزدیک یہی ہے کہ نذر ولی اللہ کے  
 خدام و متوسلین اقارب، و مجاورین پر صرف ہوتا ہے اور یہ بلاشبہ یہی نیت نذر  
 کرنے والے کی ہوتی ہے آخر میں فرماتے ہیں و حکمہ انہ صحیح یجب  
 الوفاء بہ حکم یہ ہے کہ یہ درست ہے اس کا پورا کرنا واجب ہے۔  
 یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نذونیاز ہر روزہ کرد در گاہ می آید بقدر

حاجت در اولاد و خدام صرف باید نمود۔

اور نذر و نیاز جو روزانہ در گاہ میں آتی ہے وہ اولاد و خدام میں تقسیم ہوگی اور یہی حکم



اس کی آمدنی کا ہے کہ اس کی آمدنی بھی خدام و مجاورین پر تقسیم ہوگی۔  
**فائدہ:**

چنانچہ درگاہ کے جملہ مصارف میں صاحب مزار کے خدام متوسلین و مجاورین  
 سجادہ نشین اقارب و اولاد سب داخل ہیں۔ دیہات و اراضیات کی آمدنی میں سے بقدر  
 حاجت حصہ مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ ہر پاتے رہیں گے۔ یہی شاہ صاحب  
 فتویٰ عزیز یہ میں یہ فرماتے ہیں۔ لہذا جو روزانہ کی آمدنی ہے وہ وقف برائے درگاہ  
 میں داخل نہ ہوگی۔ بلکہ صاحب مزار کے خدام و متعلقین کی ملکیت و حق ہے اور  
 عطیہ برائے درگاہ وقف برائے درگاہ درگاہ کے صیغہ ہائے انتظام اور زائرین کے مفاد  
 پر خرچ کرنے کے علاوہ خدام و مجاورین بھی اس میں داخل ہیں۔  
 فتویٰ عزیز یہ میں ہے

دیہات و اراضی کہ ہوائے مصارف درگاہ خرچہ دارد و صادر  
 مقرر است الی قولہ درجملہ خدام و متعلقان درگاہ داخل پس  
 انہارا نصیب است بقدر حاجت۔

دیہات و اراضی جو درگاہ کے مصارف اور زائرین کے اخراجات کے لئے مقرر  
 ہے مقررہ جائیداد کے جملہ مستحقین میں خدام و متعلقین درگاہ بھی داخل ہیں پس بھر  
 حاجت ان کے بھی حصہ مقرر ہونگے۔

**فائدہ:**

نذر لولیاء کرام نذر عرفی کہلاتی ہے چونکہ لولیاء کرام مقربان بارگاہ ذی الجلال  
 ہوتے ہیں اس لئے نذر ماننے والے تو سلی کے طور پر نذر کی نسبت ان کی طرف کر  
 دیتے ہیں۔ لہذا عرف عام میں لولیاء کرام کی طرف نذر و نیاز کی نسبت اسی جیاد پر  
 قائم ہے۔

**فائدہ:**

نذر پتھر کی عمارت کے لئے نہیں، درگاہ در حقیقت اینٹ پتھر سیمنٹ کی اس

عمارت کا نام ہے جس میں کسی اللہ کے دوست کا مزار ہو یا اور کوئی نسبت کسی ولی سے ہو۔ مثلاً وہاں کسی ولی نے اعتکاف کیا ہو یا اسے بطور درس و تدریس و مسافر خانہ خود ولی نے بنایا ہو یا بعد والوں نے اگرچہ عموماً درگاہ سے وہی مقامات منسوب ہوتے ہیں۔ جہاں کسی مقتدر اللہ کے ولی کا مزار ہو محض اس عمارت کے لئے نذر کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ نذر سے مقصود ایصالِ ثواب و امدادِ خدام و مجاورین ہی ہوتی ہے۔ تو جو شرف اس عمارت کو حاصل ہے وہ اس نسبت کی بنا پر ہے۔

چنانچہ فتاویٰ عزیز یہ مطبوعہ مجتبیائی دہلی صفحہ ۱۲۸ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

حقیقت این نذر آنست کہ ابدائے ثواب طعام و اتفاق و بذل بروح میت کہ امرسیت مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ماویٰ و فی الصحیحین من حال ام سعد و غیرہ۔ این نذر مستلزم یشود پس حاصل این نذر آنست کہ آن نسبت مثلاً اهدار ثواب هذا القدرالی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعین عمل منذورست نہ برائے مصرف و مصرف ایشان متوسلاً ولی باشند از اقارب و خدمہ دہم طریقاً و امثال ذالک دہمیں و مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکمائے صحیح یجب الوفا بہ لانہ قرئہ معتبرۃ فی الشرع ط

یعنی حقیقت اس نذر کی یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ کام مسنون ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے تو اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ایک معین مقدار کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عمل منذور کے تعین کیلئے ہے نہ مصرف کیلئے اور مصرف اس کھانے کا اور مال کا اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اس



ولی کے عزیز واقارب والے اور خدام اور ان کے سلسلے والے اور متوسلین ہیں اور یقیناً بلاشبہ ان نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اور اس کی ادوا واجب ہے کیونکہ شریعت میں وہ قربت معتبرہ ہے۔  
فائدہ:

جناب شاہ صاحب محدث دہلوی نے نذر کے مسئلہ کو خوب حل فرمادیا اور احادیث صحیحہ سے ثابت کربتایا اور صاف صاف مسنون لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اثناء عشریہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۶ھ صفحہ ۳۴۵ اور مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۲ھ صفحہ نمبر ۳۹۶ تا ۳۹۷ اور مطبوعہ نولکھور صفحہ ۲۱۴ اور مطبوعہ فخر المطابع صفحہ نمبر ۲۲۸ پر فرماتے ہیں۔

حضرت امیروزریہ ظاہرہ اور اتمام امت برمثال پران و مرشدی پر مستند امور تکوینیہ و بستیہ یا ایشان می داند و فاتحہ درود و صدقات نذر بنام ایشان رائج و معمول گرویدہ چنانچہ بالجمع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی اولاد پاک کی تمام امت مرحومہ پیروں اور مرشدوں کی طرح پرستاری کرتی ہے اور امور ات تکوینیہ جو عالم میں ہوتا ہے۔ سب کو ان کے دامن سے وابستہ جانتے ہیں۔ اور فاتحہ و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی تمام امت میں رائج و معمول ہے جس طرح تمام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ امت کا یہ برتاؤ ہے۔

فائدہ:

حضرت شاہ صاحب نے اولیاء کرام کو نذر و نیاز اور ختم و فاتحہ کو جائز رائج اور تمام امت کا معمول بتایا ہے اور تمام امت مسلمہ کا معمول اجماع کا حکم رکھتا ہے۔ چنانچہ اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب۔ نور الانور میں ہے و تعامل الناس ملحق بلامجماع اور مسلمانوں کا کسی امر نیک پر اجماع حجت قطعہ ہے۔



ایسے اجماع سے خروج و دخول فی النار یقینی ہے حدیث شریف میں فرمایا کہ

من شئشذ فی النار مشکوة

جو علیحدہ ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔ اب منکرین لولیا کی اپنی مرضی ہے کہ جہنم میں خود چھلانگ لگادیں۔ تو انہیں کون روک سکتا ہے۔ ہم نے بتلایا ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ راستہ دوزخ میں لے جانے والا ہے یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ عزیز یہ مجتہائی صفحہ نمبر ۷۵ میں فرماتے ہیں کہ

طعام کہ ثواب آن نیاز حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
نما یندیر آن فاتحہ و قل ووردو خواندن تبرک می شود خوردن آن

بسیار خوب است

یعنی حضرات امامین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کا کھانا سامنے رکھ کر اس پر سورۃ فاتحہ اور قل اور دورد شریف پڑھنا اس سے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت عمدہ ہے یعنی مستحب ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ ہند کی تحریک وہابیت کی شورش سے پہلے وصال فرما گئے لیکن وہابیت کی بدو جو نجد سے ہند کو متاثر کر رہی تھی۔ اس کے لئے آپ نے بھی بہت کچھ لکھا آپ کے فتاویٰ سے اس مسئلے کی عبارت حاضر ہے۔

نذریکہ اینجا مستعمل میشود بزیر معنی شرعی است

چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان

یہ نذر جو مستعمل عام ہے شرعی نہیں بلکہ عرفی ہے۔ اس لئے عرف یہ ہے کہ جو کچھ بزرگوں کی خدمت میں لے جاتے ہیں۔ اسے نذر و نیاز کہا جاتا ہے۔ مزید حوالہ جات فقیر کے رسالہ نذر و نیاز میں ہیں۔

فائدہ:

موصوف کی اس موضوع پر ایک تصنیف رسالہ نذر و نیاز مشہور ہے اس کا

ترجمہ و حواشی لکھڑے دیوبندیوں نے مسخ کر کے شائع کیا ہے۔ فقیر نے بھی اس کا ترجمہ و حواشی لکھے ہیں اور دیوبندیوں کی خیانتوں کو بھی واضح کیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین کے ساتھ دہلیوں دیوبندیوں نے وہی کھیل کھیلا ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھیلا کہ ان کا ایک ترجمہ قرآن شائع کیا جو ہندوپاک میں ان کے نام سے بہت مشہور ہے فقیر نے (التحقیق الجلی) میں اسیر شواہد و دلائل قائم کیے ہیں۔

**فائدہ:**

شاہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کی خوب خبر لی سب سے پہلے تقویۃ الایمان کا رد اور اس کا نام تقویۃ الایمان آپ کے صاحبزادے شاہ مخصوص رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز کیا۔ ان کے علاوہ شاہ صاحب کے دوسرے صاحبزادے شاہ محمد موسیٰ نے شاہ اسماعیل کی خوب خبر لی یاد رہے کہ یہ شاہ رفیع الدین شاہ اسماعیل کے شاہ عبدالعزیز کے تیا تھے صرف یہی نہیں بلکہ اسماعیل دہلوی کا خاندان یہاں تک کہ اس کا اپنا بیٹا بھی مخالف تھا تفصیل فقیر کی کتاب التحقیق الجلی میں دیکھئے۔

## مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم

اہل علم کے ہاں ان کے فتویٰ غیر معتبر و غیر مستند ہیں لیکن چونکہ مخالفین یعنی منکرین ولولیاء ان کے حوالہ جات بہت زیادہ پیش کرتے ہیں اسی لئے فقیر بھی انہی کا ایک فتویٰ عبدالحئی سے پیش کر رہا ہے۔

مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی نے اپنے فتویٰ جلد نمبر دو صفحہ ۳۹۰ اور صفحہ نمبر ۳۹۱ میں بحر الرائق کے حوالے سے لکھی ہے۔ یعنی جناب 'مولوی صاحب نے کمترین وہابی کے خلاف فتویٰ دیکر نذر و نیاز ولولیاء کرام کو جائز لکھ دیا۔ بحر الرائق عبادت باب اول میں سے عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو یعنی اگر منت ماننے والے نے کہا



کہ یا اللہ میں نے یہ نذر تیرے لئے مانی اگر تو نے میرے مریض کو شفا بخشی یا میرے غائب کو واپس گھر پہنچایا، یا میری حاجت روائی فرمائی تو میں ان فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا جو حضرت سیدہ ثیابیہ رضی اللہ عنہا حضرت امام شافعی یا حضرت امام لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آستانے پر رہتے ہیں یا ان کی مسجدوں کے لئے چٹائیاں لور وہاں روشنی کیلئے تیل خریدو ننگا اس شخص کو اتنے روپے دوں گا جو اس مسجد کی خدمت کرتا ہے۔ یا لور کوئی ایسا کام جس میں فقیروں کا فائدہ ہو تو یہ نذر اللہ کے لئے ہے اور شیخ کا ذکر صرف اس واسطے ہے کہ وہ حقداروں پر نذر کے مال کو خرچ کرنے کا محل ہے۔ جو مسکین لور فقیران کی خانقاہ، مسجد یا جامع یا درگاہ میں رہتے ہیں تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔

## تعارف:

مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے والد گرامی علامہ عبدالحلیم مرحوم بہت بڑے فاضل لور صاحب تصانیف کثیرہ تھے اس سے بڑھ کر آپ کی علمی شخصیت لور کیا ہوگی کہ جب شاہ ولی اللہ لور شاہ فضل رسول بدایونی کا ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا تو اس کے حکم میں علامہ عبدالحلیم مرحوم مقرر ہوئے۔ لیکن مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم علمی لحاظ سے تو خوب تھے۔ لیکن عقائد میں راسخ نہ ہوئے لور فتاویٰ میں محقق نہیں اسی لئے ان کے فتاویٰ کی امام احمد رضا محدث دہلوی قدس سرہ نے خوب خبر لی اس کے باوجود اس مسئلہ میں وہ بھی نذر اولیاء کرام کو جائز لکھا لور وہی کہا جو ہم کہتے ہیں۔

فضلائے دیوبند کے پیر و مرشد  
حاجی امداد اللہ مہاجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ  
(حضرت حاجی امداد اللہ کے ملفوظات)

کتاب شائے امدادیہ مجموعہ قیومی لکھنؤ صفحہ نمبر ۱۲۹ میں ہے کہ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شریعت بنانے کا دیا۔ لور ارشاد ہوا کہ ان مولانا روم کی



نیاز بھی کی جائے گی گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربتِ بشتا شروع  
 ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے  
 کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے یہ کہ خدا کی نذر اور ثواب  
 خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں تو اس میں کیا خرابی ہے اگر  
 کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ  
 کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔  
 جس سے قیام مولود شریف اگر وجہ نام آئے آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً  
 قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے  
 واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردارِ دو عالم و عالمیان روحی فداہ ﷺ کے اسم  
 گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ دیوبندیوں کے پیرومرشد نے سارے  
 دیوبندیوں پر قیامت قائم کر دی کہ نیاز و نذر کو بھی جائز بتا دیا اور محفل میلاد شریف  
 کے قیام کو بھی جائز بتا دیا اور اس سے روک دینا بہت بڑی بھلائی سے روکا۔ دینا فرمایا  
 اور یہی فتویٰ تھانوی صاحب کا بھی ہے۔ کیونکہ شائم امداد یہ مولوی اشرف علی  
 تھانوی نے جمع کی نیز انہی حاجی امداد اللہ صاحب کا ایک فتویٰ لور سنیے۔ فیصلہ ہفت  
 مسئلہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ ہیئت مروجہ ایصالِ ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص  
 نہیں اور گیارہویں شریف حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کی لور دسواں بیسواں،  
 چہلم، ششماہی، سالیمانہ وغیرہ لور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق، دہلوی رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ لور سہ مہینی حضرت شاہِ علی قلندر رحمۃ اللہ و حلوائے شبِ برات  
 و دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں یہاں تو حاجی صاحب نے  
 دیوبندیوں کی جڑ ہی سے صاف کر دی کہ بہت سی چیزیں جائز لکھ دیں اور فیصلہ  
 ہفت مسئلہ جناب تھانوی صاحب کے دست و قلم کا لکھا ہوا ہے۔ تو پیرومرید دونوں  
 کا یہی فتویٰ ہے لور دونوں پیرومرید مثلِ دیوبند ہیں۔

فضلاء دیوبند کے مقتدا اور غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوا

فقیر اب چند وہ عبارات عرض کرتا ہے جن کے دم قدم سے خطرہ ہند میں وہلہیت نے فروغ پایا۔ اگرچہ ان کی زندگی کالوڑھٹا جھوٹا وہلہیت تھی لیکن عربی کا مقولہ مشہور ہے الحروب قد یصدق جھوٹا کبھی سچ بھی بول لیتا ہے۔ اس لئے ان سے بھی نذر و نیاز کے جواز کی عہد تیں لکھی گئیں۔

اسما عیل وہلوی بانی وہلہیت فی الہند نے لکھا کہ

پس باید دانست کہ مقصود دریں صورت گوشت می ہور چنانچہ در فاتح دستورست کہ جانور برائے گوشت ذبح می کند و طعام آن پختہ می خوراند و ثواب آن طعام بروحمیت می رسانند در این صورت حیوان مذبح حلالست ہرگز در آن سبہ نیست و اگر نذر مقرر کنیذ پس نذر ہم اگر ہر گوشت واقع است آن گوشت حلال است بیانش آنکہ مثلاً

اگر شخصے نذر کند کہ فلاں حاجت من برآید این قدر نیاز حضرت سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ ' بکنم و این قدر طعام نیاز ایشان مردم رانجور ایم اگرچہ دریں نذر گفتگوست لیکن طعام حلال است ہمچنین است حکم گوشت مثلاً

اگر شخصے بگوید کہ دامن گوشت نذر حضرت احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد برآمدن حاجت خود خواہم خورایندہ گوشت حلال است و اگر بگوید کہ گوشت گاو خواہم خوریندا نیز درست است و اگر بہ ہمیں قصد گاؤرا نذر کنند نیز واست جراکہ مقصود گوشت است بس و اگر گاؤ زندہ حضرت احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی را بد بطوریکہ نقدی و نیز زواست و گوشت حلال است

ترجمہ



لولیاء کرام کی نذر جائز بزرگان دین کی نذر جائز اور حیوان مندور جائز ہے اس کا گوشت حلال و طیب ہے سید احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانور حلال ہے پیر کا بحر ا بڑے پیر و سنگیر کا مرغ جائز ہے ایصال ثواب جائز ہے، گوشت پکا کر کھلانا بھی جائز کچا گوشت دینا بھی جائز ہے اور زندہ جانور دینا بھی جائز ہے اور منت ماننا بھی جائز ہے۔  
**انتباہ:**

یہی تمام امور ہم اہلسنت کرتے ہیں تو دیوبندی وہابی حرام شرک اور نامعلوم کیا کیا کہا کرتے ہیں۔ جس کی زد میں ان کے اپنے پیشوا بھی آتے ہیں۔  
 نیز اسی اسماعیل دہلوی نے لکھا

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

نیز اسی اسماعیل دہلوی کی کتاب۔ زبدۃ الصالح مطبوعہ محمدی ۱۰۳ میں ہے کہ اگر ہمیں طور ندریں لئے لولیاں گزشتگان قدس اللہ اسرارہم کندرواست۔ اگر اسی طرح لولیاء اسلاف کے لئے نذر کرے تو جائز ہے اسماعیل دہلوی پھر لولیاں کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی منت ماننے کو جائز بتا رہا ہے۔

نیز اسکی تفصیل اسی زبدۃ الصالح فی مسائل الذبائح مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۱۰۳ میں ہے کہ شخص نے نذر کند کہ یک روپیہ اللہ بہ محتاجے خواہم دادیا بہ سیدے صحیح النسب یا بدرو لیتے متوکل یا امثال ذالک وسید درویش کہ محتاج بنا شند بلکه مننی مالک لکوک باشند ونادر محتاج باشد فاماضعومیت الیشان نظر بسادت توکل است نذر برائے خدائے تعالیٰ است ومصرف آن میدومتوکل است اگر ہمیں طور نذر برائے اولیائے گذشتگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کدورواست

**ترجمہ**

اولیائے کرام و محبوبان خدا کی منت ماننا بھی جائز ہے۔ اور نذر کا مال و طعام مالداروں کو دینا و کھلانا بھی جائز ہے اگرچہ منت ماننے والا محتاج نادار ہو اور نذر کو اختیار ہے کہ مسکین و مالدار جس کو چاہے شئی منذور دیدے سب جائز ہے۔ اسی خصوصیت کا پورا پورا حق نذر کو حاصل ہے اور سید صاحب یا صاحب دولت اگرچہ لکھ پتی ہوں اور نذر مسکین فقیر ہو جب بھی نذر جائز اور سید و صاحب ثروت کو وہ شئی منذور لینا جائز و حلال ہے۔

نیز النصائح فی مسائل الذبائح صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

پس اگر شخص بڑے راخانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود اور اذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخور اندخلے نیست مشابہ آنست کہ برائے بزرگ معظم۔

کوئی شخص بحر پالے تاکہ اس کا گوشت خوب ہو اسے ذبح فاتحہ غوث اعظم کے نام پر پڑھ کر کھلائے جائز ہے یہ زندہ بزرگ کے کھلانے کے مشابہ ہے۔  
**فائدہ:**

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نام کا جانور پالنا جائز ہے اسے ذبح کر کے پکوا کے نیاز فاتحہ کرنا جائز ہے اور لوگوں کو کھلانا جائز ہے۔ اس میں کوئی خلل نہیں ہے اور یہ منت ایسی ہے جیسے کسی زندہ بزرگ کو نذر پیش کی جائے۔  
**فائدہ:**

اس میں وہی کہا جو ہم کہتے ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت غوث الاعظم لکھ دیا اور غوث الاعظم کا ترجمہ ہے بہت بڑا فریادرس تو غوث الاعظم لکھ کر دہلوی خود اپنی تقویۃ الایمان کے فتوے سے ابو جہل کے برابر مشرک ہو اور اس کو پیشوا مان کر سارے وہابی دیوبندی مشرک مرتد ہوئے اور کھانا کھلانے سے پہلے فاتحہ کرنا نیاز دینا بھی جائز لکھ دیا اور اسی ضمن میں فاتحہ کے وقت کھانا آگے رکھنا بھی ثابت ہو گیا



کہ شرافت و آداب طعام یہی ہے کہ کھانا سامنے رکھے۔

زبدۃ الصالح

مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

واگر نذر کند کہ بشرط برآمدن حاجت خود گاؤ دو سالہ قربہ نیاز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواہم کر دیس حکم این مثل حکم طعام است اگر نذر بطریق حسن است بیچ خلل نہ

داگر قبح است فعلش حرام

اگر نذر مانے کہ کام ہو گیا تو۔ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک صحت مند گائے نذر کرونگا۔ اگر بطریق حسن ہے تو کوئی حرج نہیں ورنہ حرام۔

فائدہ:

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا جانور جائز ہے۔ منت ماننا جائز ہے اگر بطریق حسن ہے تو جائز ہے کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور اگر بہت خراب ہے تو اس کا فعل حرام ہے لیکن وہ جانور حلال ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

فائدہ:

دہلوی کے بھی ان اقوال سے اہل سنت کی ہر بات ثابت ہو گئی اور وہابیوں دیوبندیوں کی ہر بات باطل و مردود ہو گئی کہ زبدۃ الصالح فی مسائل الذبائح مطبوعہ محمدی صفحہ نمبر ۱۰۵ میں ہے کہ

صورت سوم کہ عوام این زمانہ واین ملک ازاں غافل اندر کہ بقصد تعرب خدائے تعالیٰ ذبح کند و ثواب عبادت۔ ذبح بدیگرے رساندر این۔ ہم رد است و جانور حلال و طیب بلکہ برائے ایصال ثواب یہ میت یا بچی این صورت باتشخص والتعین در حدیث دارد منت پیغمبر خدا ﷺ قربانی

کردہ فرمورند تقبل من و ممن شہدک بالوحدانۃ ولی البلاغ

(برائے اضحیہ از طرف خود حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ  
وصیت فرمود اند)

## ترجمہ

تیسری صورت یہ ہے کہ اس زمانہ اور اس ملک کے عوام غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں۔ اور اس کا ثواب دوسروں کو پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے اور جانور حلال طیب ہے بلکہ برائے نیت ایصال ثواب میت یا کسی زندہ کیلئے یہ خاص صورت تو حدیث میں وارد نہیں ہاں رسول اکرم ﷺ نے قربانی کی اور فرمایا اے اللہ مجھ سے اور جس نے وحدانیت کی گواہی دی ہے اور بعد میں اس پیغام کو پہنچایا نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کی وصیت فرمائی۔

## فائدہ:

ان دلائل عمومی سے بھی اسماعیل دہلوی نے نذر بمعنی ہدیہ تحفہ بطور جواز ثابت کیا۔

## تعارف زبدۃ الصالح

یہ کتاب رجب ۱۲۶۷ھ بفرمائش عبدالرحمان خان ساکن کچہرا محال کانپور مطبع محمدی پریس میں چھپی۔ اس کے بعد نایاب ہوئی ممکن ہے کہیں مل جاتی ہو، پرانے کتب خانوں میں موجود ہے اس میں خاندان شاہ ولی اللہ کے فضلاء کی تحریریں ہیں جن میں مختلف فیہ مسائل کا حل ہے اس میں شاہ اسماعیل کی تحریریں بھی ہیں۔ جو فقیر نے اوپر نقل کر دی ہیں۔ یہ تحریریں اس وقت کی ہیں جب سید احمد بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ کامرید نہیں ہوا تھا۔ ابھی اپنے خاندان ولی اللہ کے نقش قدم پر تھا۔ یاد رہے کہ شاہ اسماعیل بن شاہ عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ پہلے اپنے خاندان کے عقائد پر تھا۔ پھر جب گمراہ ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی زندہ تھے آپ نے اسے تو خاندانی دراشت سے محروم کر دیا تھا۔ یہ شاہ اسماعیل، شیخ شاہ عبدالعزیز سے مرتد ہو کر ایک جاہل سید احمد بریلوی کامرید ہوا۔



(تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب التحقیق الجلیل اسماعیل کا پیر بھائی)

(۲) سید احمد کامرید و خلیفہ خرم علی بلہوری نے نصیحتہ المسلمین صفحہ نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ "حاضری حضرت عباس کی صحتک فاطمہ کی گیارہویں عبد القادر جیلانی کی ملیدہ شاہدار کا سہ مہینی یو علی قلندر کا توشہ شاہ عبدالحق" کا اور دوسطر کے بعد لکھا ہے اگر منت نہیں صرف ان کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہے تو درست ہے۔ اس نیت سے ہرگز منع نہیں اور یہی خرم علی بلہوری نصیحتہ المسلمین صفحہ نمبر ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اور بہترین طریقہ فاتحہ شرع کے موافق یوں ہے کہ کھانا پکا کر محتاج غریبوں کو تقسیم کر دے اور یوں کہے کہ یا الہی یہ کھانا تیری نذر ہے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر ﷺ کی روح یا حضرت علی کی روح کو یا عبد القادر جیلانی کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو تو اپنے کرم سے پہنچا دے۔ کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کے پڑھنے پر موقوف نہیں پڑھنے کا ثواب جدا اور کھانے کا ثواب جدا۔ اسی طرح کے جواز کا فتویٰ دیوبند کے قطب عالم گنگوہی کا فتویٰ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

## آخری فیصلہ

شاہ ولی اللہ کا خاندان سنی عقائد و معمولات کا مرکز تھا صرف شاہ اسماعیل گمراہ ہوا اس کے لوہے کا فتویٰ اپنے تایا شاہ رفیع الدین کا عکس ہے۔ شاہ رفیع الدین نے فرمایا سوال :- تخصیص کولات اور فاتحہ بزرگان مثل کچھڑا اور ملیدہ اور فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و توشہ در فاتحہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وغیر ذالک و بچیاں تخصیص خوب در گان چہ حکم دارد،

جواب :- فاتحہ و طعام بلاشبہ از مستحزات فضیلت و تخصیص کہ فعل مخصص باختیار است منع نمی تواند شد این تخصیصات از قسم عرف و عادات اند کہ بمصالح خاصہ و مناسب خفیہ ابتداء بطہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ۔

ترجمہ

سوال :- بزرگوں کی نذر نیاز و فاتحہ میں کھانے کی چیزوں کو خاص کر لینا جیسے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز میں کھجڑا (حلیم) شربت لور گیارہویں شریف میں بریانی و مرغ پلاؤ وغیرہ لور چھٹی شریف میں دلایا، ۲۲ رجب کو خستہ میٹھی پوریاں لور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیاز میں توشہ کرنا اور اسی طرح خصوصیت کرنا لور کھانے والوں کو بھی اسی طرح خاص کر لینا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب :- فاتحہ نیاز و ختم کرنا لور مسلمانوں کو کھانا کھلانا بیشک نیک کاموں میں ہے لور کسی قسم کا طعام کو خاص کر لینا تو یہ کام نیاز کرنے والوں کا حق ہے لور یہ ان کے ہی اختیار میں ہے تو یہ سبب منع لور بلا جواز نہیں ہو سکتا لور یہ تخصیصات عرف و عادت کی قسم ہے کہ خاص مصلحتوں لور چھپی مناسبتوں کی وجہ سے شروع میں ظاہر ہوئیں۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں میں رائج ہو گئیں۔

**مسلمانو!**

دیکھو محرم کا کھجڑا لور شربت لور گیارہویں شریف لور گیارہویں شریف کے تبرکات لور اس کے پاکیزہ کھانے لور چھٹی شریف کا دلایا لور کوٹڈوں کی خستہ پوریاں لور توشہ قادری توشہ مخدومی لور مزارات اولیاء کے چڑھاوے، ملیدہ لور شیرنی لور ناریل لور مٹھائی سب حلال و جائز ہے۔

## علماء بریلوی اسلاف کے نقش قدم پر

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امام اجل سید ابوالحسن نور الملیۃ والدین علی بن یوسف شعلونی اپنی کتاب مستطاب بحیۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے لور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے۔

اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا۔



(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۸۹، مطبوعہ، مدینہ پبلشنگ کمپنی بند روڈ کراچی۔)

صدر الشریعہ

حضرت مولانا امجد علی رحمۃ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

**مسئلہ**

لولیائے کرام اپنی قبروں میں حیات لبدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم و ادراک و سمع بصر پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔ انہیں ایصالِ ثواب نہایت موجب برکات و امر مستحب ہے۔ اسے عرفاً براۃً ادب نذر و نیاز کہتے ہیں۔ یہ نذر شرعی نہیں، جیسے نذر دینا۔ ان میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت برکت کی چیز ہے (بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۷۹) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں،

**مسئلہ**

مسجد میں چراغ جلانے طاق بھرنے یا بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز یا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا شاہ عبدالحق رضی اللہ عنہ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوٹہ اکرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف ﷺ کرنے کی منت تو یہ شرعی منت نہیں۔ مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اس کے ساتھ نہ ملے۔ (بہار شریعت)

شیر پیشہ اہلسنت

مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے شاگرد رشید شیر پیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں۔ غیر خدا کے لئے

فقہی نذر کی ممانعت ہے۔ اولیاء کرام کیلئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کی جاتی ہیں۔ یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں۔ بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔

فقیر نے گزشتہ لوراق میں اسلاف صالحین اور اکابر علمائے دین سے جن پر مخالفین کو بھی اعتماد ہے مزارات اولیاء کی نذر عرفی کا ثبوت پیش کیا ہے مخالفین اس طرح اسلاف صالحین اور علمائے دین جن پر اہل اسلام کو اعتماد ہو شرک و حرام کا فتویٰ پیش کریں۔ ان کے پاس بفضلہ تعالیٰ ایک حوالہ بھی ایسا نہ ملے گا۔ حالانکہ دین اسلام جسے اسلاف نے سمجھا دور حاضرہ کے علمی دم بھرنے والوں کو ان کا عشر عشر بھی نصیب نہیں۔ ہاں ہر نئے گمراہ فرقوں کی طرح قرآن و حدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ کبھی تو ماہل لخبیر اللہ کی یہ آیت کے متعلق اہلسنت کی طرف سے پیشمار مضامین شائع ہوئے اور شائع ہو رہے ہیں ان کا اس آیت سے بھی استدلال غلط ہے کبھی اس کے خلاف وما ذبح علی النصب اور حرام ہے وہ جانور جو کسی بت کے تھان پر ذبح کیا جائے اور پڑھتے ہیں "ہمارا اس آیت کے جواب میں سوال ہے، کہ کیا مزارات اولیاء و انبیاء بت ہیں یا بتوں کے تھان ہیں؟

واقعی مخالفین ایسا سمجھتے ہونگے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مزارات انبیاء و اولیاء مرکز تجلیات حق ہیں۔ جیسا کہ اہلسنت کی تصانیف شاہد ہیں۔ جب یقیناً مزارات تجلیات کا مرکز ہیں تو پھر ان کے قرب میں تقسیم صدقات و خیرات اور جانور ذبح کرنا اور ان کے لئے نذر ماننا یعنی ہدایا و تحائف پیش کرنا جیسا کہ تفصیل گزری کیونکہ حرام ہوا جبکہ احادیث صحیحہ میں اس قسم کی نذروں کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف میں ابو داؤد کی یہ حدیث شریف ہے کہ

حضور اقدس رحمۃ للعالمین ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی نے مقام یونہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی تو بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں



مشرکوں کا کوئی بت ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے۔ عرض کی نہیں سرکار ﷺ نے فرمایا کہ وہاں کافروں مشرکوں کا کوئی میلہ لگتا ہے عرض کی نہیں تو حضور انور ﷺ نے حکم دیا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

**فائدہ**

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نذر ماننا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی ولی بزرگ کے کسی مخصوص مکان یا خانقاہ درگاہ یا آستانہ میں جا کر اسے ادا کرے کیونکہ وہاں نہ کوئی بت ہوتا ہے جس کی پوجا ہوتی ہو اور نہ کافروں کا کوئی میلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ صحابی رسول ﷺ کی سنت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نذر کو پورا کرنے کا حکم حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

**ترجمہ**

بے شک ایک عورت (سودہ) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی کہ میں آپ کے سامنے دف جاولں گی۔ آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو عورت نے عرض کیا میں نذر مانی ہے کہ میں فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بت کے واسطے عرض کیا۔ نہیں، فرمایا وٹن کے واسطے اپنی نذر کو پورا کر۔ (ابوداؤد)

اس حدیث شریف میں انبیاء علیہم السلام کے لئے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بی بی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے مانی ہوئی نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ خدا کے لئے تو دف جانے کی نذر مانی بلکہ اس کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس بی بی نے نذر مانی اس کی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت فرمائی۔ تو اس بی بی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دف جاکر نذر کو پوری کی۔

ایسے ہی آج کل مسلمان انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام کے واسطے نذر عرفی مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کے لئے اپنی منظور نذر اشیاء تقسیم کرتے ہیں یا ان کے مقدر کے سامنے ان کی ارواح کو ثواب پہنچا کر فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں جو عین سنت کے مطابق ہے، جیسا کہ گذشتہ اوراق میں فقیر نے تفصیل سے لکھا ہے۔

## انتباہ:

حدیث شریف کے دوسرے حصے میں نبی کریم ﷺ سے صحابیہ مذبح جاہلیت سے متعلق عرض گزار ہوئی کہ اس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔ تو نبی کریم ﷺ نے صنم اور وثن کے علاوہ جواز کا فتویٰ ارشاد فرمایا اور بتوں کے سبب سے نذر کو روک دیا کہ ان کے لئے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے اگر کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کے لئے اس کے مزار کے سامنے ذبح کرنے میں ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء اولیاء کو بھی اپنی حدیث میں ظاہر فرما دیتے۔

## آخری گزارش

نذر اولیاء کے جواز میں تو کوئی شک نہیں، صرف وہابیوں دیوبندیوں کے شور مچانے سے یہ ناجائز نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ اس کا مصرف دور حاضرہ میں اکثر غلط ہو رہا ہے۔ افسوس کہ جب سے لوقوف نے درباروں اور مسجدوں پر قبضہ کیا ہے نذر و مزارات کی آمدنی کو اکثر خلاف مقصد بلکہ الثامزرات کی توہین پہ خرچ کیا جا رہا ہے یا ایسے امور پر خرچ کیا جا رہا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت سے سخت تر نقصان دہ ہیں بلکہ اکثر مزارات پر ان وہابی، دیوبندی لوگوں کو مسلط کیا گیا ہے جو مزارات کی آمدنی کو ایک طرف خنزیر کے برابر کہتے ہیں اور پھر ہپ ہپ کر کے کھاتے بھی جا رہے ہیں۔ عجب کھانے غرانے والے لوگ ہیں۔

لعل الله محدث بعد ذلك امراً

نذر کا قانون یہ ہے کہ نذر ماننے والے کی جس طرح منت میں خرچ کی نیت ہو



اسی طرح خرچ کرنا واجب ہے۔ امام اجل علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ضریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ووجب صرفہ فیما قصد جس طرح نذر کرنے والے نے مقرر کیا ہے ویسے ہی اسے صرف کرنا واجب لازم اور ضروری ہے۔

اس لئے اپنے نذرانے اپنے ہاتھ سے فقرا و مساکین پر خود خرچ کریں۔ نذرانوں کی زیادہ آمدنی ہے تو اپنی کمیٹی بنا کر جائز طریقہ سے اپنی صولبدید پر صرف کریں جیسے ہمارے پیرومرشد کی درگاہ (خواجہ محکم دین سیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ اگرچہ محکمہ اوقاف کی زد میں ہے لیکن عقیدت مندوں نے اپنی ایک کمیٹی بنام سیرانی کمیٹی بنا کر اتنا بہترین کام کر دکھایا ہے کہ خود محکمہ اوقاف حیران ہے اور دربار شریف کی تعمیرات کے علاوہ سرائیں خرید کر وقف کردی ہیں، لنگر کا انتظام، عرس شریف کی خدمات اور سالانہ آنکھوں کا ہسپتال کھول کر خوب کام کیا۔ تمام عقیدت مند ان اولیاء کرام کو اپنے علاقہ میں اس طرح کام کرنا چاہیے، آج کے دور میں یہی صحیح اور کارآمد طریقہ ہے کہ اپنی نذر خود اپنے ہاتھ سے پوری کی جائے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین وصلى الله على حبيبہ  
الکریم وعلى الہ واصحابہ اجمعین